قرآن حکیم کا حق تلاوت

رمضان شریف میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا بیحد اجر وثواب کا موجب ہے مگر یہ انہی لوگوں کا حصہ ہے جو قرآن پاک کی تلاوت کماحقہ کرتے ہیں مقالہ ذیل میں اسی حقیقت پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے ضرورت ہے کہ اس مقالہ کا حرف بہ حرف غور وتدبر کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تا کہ آداب تلاوت سے واقفیت حاصل ہو سکے۔ (ادارہ ترجمان)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد افتخار الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

اسلام نے انسان کے پیدا کئے جانے کا جو مقصد اور اس کی زندگی کا جو فریضہ بتایا ہے وہ اللہ کی عبادت ہے' عبادت بندگی کو کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ انسان عبد یعنی بندہ بن کر ہی پیدا ہوا ہے وہ خدا اور خالق نہیں ہے بلکہ مخلوق اور بندہ ہے اس بنا پر اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ زندگی کا کوئی وقت اور کوئی حال خدا کی بندگی اور فرمانبرداری سے خالی نہ ہو' کیونکہ جب آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں وقت تو خدا کی عبادت و بندگی کے لئے ہے اور فلاں وقت اس کی عبادت و بندگی سے بے نیاز رہنے کا حق حاصل ہے۔

اس مقصود کو سمجھانے کے لئے قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذاریات۲۔۵۷)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جن اور انسان کو اس کے سوا اور کسی غرض کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری ہی عبادت کریں' یہی وہ عمل ہے جس کی بدولت انسان دنیا میں بھی امن وخوش حالی اور فلاح وترقی کی نعمتیں اور برکتیں حاصل کر سکتا ہے اور اسی عمل پر آخرت کی نجات کا بھی دارومدار ہے' خدا کی یہ عبادت و اطاعت جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا کسی دائرے میں محدود نہیں بلکہ جس وقت اور جس حالت میں جونسا کام انسان کرتا ہے اگر وہ خدا کے حکم و ہدایت کے مطابق کرتا ہے تو وہ خدا کی عبادت و اطاعت میں شمار ہوگا اس بناء پر

ظاہر ہے کہ اللہ کے حکموں اور اس کی مرضی کا معلوم کرنا انسان کے لئے ضروری ٹھہرتا ہے کیونکہ جب تک انسان یہ نہ جانے گا کہ اللہ تعالیٰ کن باتوں کو پسند کرتا ہے اور کن باتوں کو ناپسند کرتا ہے اور جب تک انسان کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ اللہ کے وہ احکام اور اس کی وہ ہدایتیں کیا ہیں جن کی انسان کو پابندی کرنی ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت نہیں کی جاسکتی۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ کے احکام اور اس کی مرضیات کے جاننے کا ذریعہ کیا ہے؟ انسان یہ کیسے معلوم کرے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں فلاں باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور فلاں فلاں کاموں سے روکا ہے اس کا جواب ایک ہے اور صرف ایک وہ یہ کہ خدا کے احکام اور اس کی ہدایتوں کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے اس لئے ہر وہ شخص جو اپنے پروردگار کا فرمانبردار بندہ بن کر رہنا چاہتا ہے اس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ قرآن حکیم کی تلاوت سے غافل اور بے نیاز رہے۔

بلاشبہ قرآن حکیم کی تلاوت بجائے خود ایک عبادت ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ؛

قرآن مجید کا پڑھنا اور خاص کر نماز میں کھڑے ہو کر پڑھنا سب سے زیادہ فضیلت والی عبادت ہے'' لیکن قرآن مجید کے محض لفظوں کا زبان سے ادا کرتے رہنا' نہ اس مقصد کو پورا کرتا ہے جس کی خاطر یہ قرآن نازل کیا گیا ہے اور نہ ذریعہ بن سکتا ہے خدا کے حکموں اور اس کی مرضی کے معلوم کئے جانے کا' بلکہ یہ فائدے اسی وقت حاصل کئے جاسکتے ہیں جب قرآن حکیم کی تلاوت کا حق ادا کیا جائے۔

الذین آتینھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یومنون بہ ومن یکفربہ ماولئک ھم الخاسرون (البقرہ)

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے وہ اس پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور جو اس کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کریں وہ نقصان اٹھانے والے ہیں''

اس آیت کریمہ میں اگرچہ اہل کتاب کے صالح عناصر کی طرف اشارہ ہے لیکن اس کا مفاد بہرحال یہ تو نکلتا ہی ہے کہ قرآن چونکہ کتاب الٰہی ہے بلکہ واحد صحیح ترین اور مستند کتاب الٰہی ہے اس لئے اس کی تلاوت کا حق ادا کرنے سے ایمان کی حلاوت اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں اور خدا کی اس کتاب کی تلاوت کا حق ادا نہ کرنا خسران ونامرادی کو دعوت دینا ہے۔

قرآن حکیم کا حق تلاوت ادا کرنا یہ نہیں ہے کہ اسے پڑھ کر یا سن کر انسان ٹس سے مس نہ ہو بلکہ یہ

ہے کہ ان قرآنی آیتوں کا گہرا اثر قبول کرے' جو ہدایت پڑھی جانے والی آیتوں میں آئی ہو اس کی پیروی کی جائے جس چیز کو فرض قرار دیا گیا ہو اس کی تعمیل کی جائے جس چیز کی برائی بیان کی گئی ہو اس سے انسان اپنے آپ کو بچائے اور عذاب الٰہی سے متعلق کوئی آیت سامنے آئے تو اس عذاب کے تصور سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اسی لئے عباد الرحمٰن یعنی اللہ کے اصل بندوں کی صفات میں سے ایک اس صفت کا بھی قرآن حکیم نے تذکرہ کیا ہے کہ:

والذین اذا ذکر وابآیات ربھم لم یخروا علیھا صما و عمیانا (الفقران)

''اور عباد الرحمٰن وہ ہیں جنہیں اگر ان کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے''

یعنی اللہ کی آیات کو سمجھتے اور ان میں غور وفکر کرتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تلاوت کی جانے والی آیات میں جو تعلیم ہوتی ہے اس کا اپنے آپ کو مظہر بناتے ہیں اگر خدا کی نظر میں کسی پسندیدہ کام کا تذکرہ ہوا ہے تو اسے اختیار کرتے ہیں اور اگر کسی چیز کی مذمت بیان ہوتی ہے تو اس سے رک جاتے ہیں اور اگر وہ ان کی زندگی میں پائی جاتی ہے تو اسے اپنی زندگی سے خارج کرتے ہیں اسی بناء پر ایسے لوگوں کی بابت. قرآن حکیم یہ خبر دیتا ہے کہ

انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا و علیٰ ربھم یتوکلون (الانفال)

''اصل میں ایمان لانے والے تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں''

عرض قرآن حکیم کی تلاوت کا بجائے خود ایک عبادت ہونے کے باوجود اس تلاوت کا حق ادا کئے بغیر نہ کسی اخلاقی مرض کا علاج ہوسکتا ہے' نہ ان خصلتوں اور صفتوں کی نشوونما ہوسکتی ہے جو اسلام کو مطلوب ہیں' نہ اس اجتماعی نظام کی تعمیر ہوسکتی ہے۔ جو اسلامی تہذیب وتمدن کا تقاضا ہے نہ اس عروج وارتقا کے حاصل ہونے کی راہ مل سکتی ہے جو انسان کے لئے انسانیت کی حیثیت سے سعادت اور رحمت کا گہوارہ بنے اور نہ آخرت کی کامیابیوں کی جانب سے خوش آمدید کے ساتھ استقبال کی امید کی جاسکتی ہے اور قرآن کا حق تلاوت کم از کم یہ ہے کہ ان کھلی کھلی ہدایتوں کو جانا اور سمجھا جائے جن کے جانے اور سمجھے بغیر نہ افراد خدا کے فرمانبردار بندے بن سکتے ہیں اور نہ ایسا معاشرہ جنم لے سکتا ہے جو عبادت گذار اور خدا کی اطاعت میں سرگرم ہو اور پھر ان قرآنی

آیتوں کے تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کی جائے جن کو جانا اور سمجھا گیا ہے۔

اس کے لئے پہلی شرط نیت کی پاکیزگی ہے' نیت کی پاکیزگی کا مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم کو صرف ہدایت کی طلب کے لئے پڑھا جائے کسی اور غرض کو سامنے رکھ کر نہ پڑھا جائے اگر ہدایت کی طلب کے سوا کوئی اور غرض سامنے ہوگی تو نہ صرف یہ کہ انسان قرآن کے فیض سے محروم رہے گا بلکہ اس بات کا بھی خطرہ ہے کہ قرآن سے دوری بڑھتی ہی چلی جائے گی اس لئے اللہ تعالیٰ نے پوری صراحت سے فرمایا ہے کہ قرآن سے ہدایت کا فائدہ متقین کو پہنچتا ہے ہدی للمتقین یعنی یہ کتاب تقویٰ شعار لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور یہی وجہ ہے کہ مشرقین ہوں یا کوئی اور قرآن کو سمجھنے کے باوجود ہدایت سے محروم ہیں اور محروم رہتے ہیں کیونکہ ان کی نیتیں پاکیزہ نہیں وہ قرآن کو محض ہدایت کی طلب کے لئے نہیں پڑھتے بلکہ اعتراض یا لوگوں کو تشکیک میں مبتلا کرنے کی غرض سے پڑھتے ہیں' دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے ذاتی رجحانات سے ذہن کو پاک رکھا جائے ورنہ قرآن کی تلاوت اور اس کے مطالعہ سے یہ کام لیا جائے کہ انسانی دماغ کے تراشے ہوئے فلسفوں اور اپنے ذاتی افکار یا اعتبار سے یہاں درآمد کئے ہوئے نظریات وتصورات کی تائید میں قرآن سے کچھ الٹی سیدھی دلیلیں گڑھی جائیں تو ممکن ہے انسان کو بزعم خویش اس طرح کے قرآنی معارف کے نکالنے میں کامیابی حاصل ہو جائے لیکن یہ حرکت انسان پر قرآن کے فہم کا دروازہ بند کر دیتی ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ تلاوت کے ظاہری اور باطنی آداب کا لحاظ رکھا جائے' ظاہری آداب میں جسم ولباس کی پاکیزگی اور قرآن کی تعظیم کا اہتمام ہے پھر اسی تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ تلاوت کی جائے ایسا معلوم نہ ہو کہ ایک بوجھ ہے جس کو انسان جلد سے جلد سر سے اتار پھینکنا چاہتا ہے حضرت عائشہؓ اگر کسی کو قرآن مجید جلدی جلدی پڑھتا ہوا دیکھتیں تو فرماتیں کہ یہ شخص نہ تو خاموش ہے اور نہ قرآن ہی پڑھ رہا ہے' اس کے علاوہ فضیلت کے اعتبار سے زبانی پڑھنے کے لحاظ سے قرآن حکیم کو دیکھ کر پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے اگر انسان قرآن کا حافظ ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ اس طرح آنکھیں بھی مشغول رہتی ہیں جس طرح دل اور دماغ کا حاضر رکھنا تلاوت قرآن کے آداب وشرائط میں سے ہے۔

باطنی آداب کے سلسلے میں ایک تو یہ ہے کہ خدا کے اس کلام کی عظمت کو جانا جائے اور اس حقیقت کو پہچانا جائے جس کی بناء پر یہ ارشاد ہوا ہے کہ؛

لو انزلنا هذا القرآن على جبل لرايته خاشعا متصدعا من خشية الله

''اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے''

اس سلسلے میں امام غزالیؒ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز کی عظمت اور جمال کو حرفوں کا لباس پہنا دیا ہے تا کہ اس لباس کے ذریعہ وہ انسانوں تک پہنچے' لیکن بہت سے لوگ قرآن کو اس کی آواز اور ظاہری شکل وصورت سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے حالانکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ خیال کرے کہ آتش یعنی آگ کی حقیقت محض الف' ت' اور ش ہے اور اس بات کو نہ جانے کہ اگر آتش میں کاغذ ڈالا جائے تو وہ جلا دیتی ہے اور کاغذ اس کی تاب نہیں لاسکتا' لیکن یہ حروف جن سے آتش کا لفظ مرکب ہے ہمیشہ کاغذ پر لکھے رہتے ہیں لیکن کچھ اثر نہیں کرتے اسی طرح کاغذ پر لکھی ہوئی قرآنی آیتیں اپنے اندر وہ عظیم الشان حقیقتیں رکھتی ہیں کہ اگر انسان اپنے دل ودماغ کو ان کے حوالے کردے تو پھر وہ آگ سے کندن بن کر نکلتا ہے اور انسانیت کے بازار میں وہی ایک کھرا سونا ثابت ہوتا ہے پھر ناممکن ہے کہ انسانیت کا اجتماعی ضمیر کھرے سونے کی قدر وقیمت کو نہ پہچانے۔

پھر باطنی آداب کے سلسلہ میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہر اس آیت کا حق ادا کرنا چاہئے جو تلاوت کے اثناء میں سامنے آئے' مثلاً کوئی ایسی آیت سامنے آئے جس میں عذاب الٰہی کا بیان ہے تو دل پر خوف وہراس طاری ہو اور خدا سے پناہ طلب کی جائے' کوئی ایسی آیت سامنے آئے جس میں رحمت الٰہی کا تذکرہ ہے تو دل میں خوشی کی کیفیت پیدا ہو اور اللہ سے رحمت کی التجا کی جائے خدا کی تسبیح اور حمد سے متعلق آیتوں کے موقع پر اللہ کی حمد وتسبیح کی جائے اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کی تعلیم دینے والی آیتوں کے موقع پر سوچنا چاہئے کہ اس باب میں ہم سے کیا کوتاہی ہوئی ہے اور ہورہی ہے اور پھر اس معصیت اور کوتاہی پر شرم وندامت محسوس ہو اور توبہ واستغفار کے ساتھ آئندہ اس معصیت اور کوتاہی سے بچنے کا پختہ ارادہ کرنا چاہئے۔

یہ ہے مختصر طور پر قرآن کریم کی تلاوت کے ظاہری وباطنی آداب اور اس کا حق تلاوت' لیکن ہماری حالت اس کے بالکل برعکس ہے ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ قرآن حکیم خدا کی نازل کی ہوئی کتاب ہے یہ خدا کی تمام پچھلی کتابوں کی تعلیموں کا صحیح اور مستند مجموعہ ہے اسمیں وہ تمام باتیں درج ہیں جو اللہ نے دین کی تکمیل کیلئے اتاری ہیں یہ دنیا کی رہنمائی کے لئے خدا کی آخری کتاب ہے جو ایک شوشے اور ایک نقطے کے تغیر اور تبدل سے بغیر محفوظ ہے اور رہتی دنیا تک محفوظ رہے گی جو اس کو سمجھے گا اور اس پر عمل کرے گا وہ خدا کا عبادت گذار اور فرمانبردار بندہ ہوگا اور شرافت وعظمت اور عروج وترقی کا بلند ترین مقام اسی حصہ میں آئے گا اور جو اس پر عمل نہ کریگا وہ دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات دونوں سے محروم رہے گا۔

ہمارے اس دعویٰ کا کم سے کم تقاضا یہ ہونا چاہئے تھا کہ یہ کتاب ہم کو تمام کتابوں سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتی اور ہم دنیا کے تمام علوم وفنون سے زیادہ اس کتاب کے سیکھنے سکھانے اور اس کی تعلیموں سے واقف ہونے کے شائق ہوتے لیکن ہماری روش یہ ہے کہ ہماری نظروں میں دنیا کے سارے علوم وفنون کی قدر و منزلت ہے اور نہیں ہے تو قرآنی علوم کی، ورنہ نیچے سے اوپر تک تعلیم کا کوئی مرحلہ اور درجہ ایسا نہ ہوتا جس میں اس کو نظر انداز کیا گیا ہوتا، ہم دنیا کا ہر علم وفن بڑی محنت سے سیکھتے سکھاتے ہیں مگر قرآن کے سیکھنے سکھانے اور پڑھنے پڑھانے سے بے پرواہیں ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ یہاں ایسی تعلیم گاہیں وجود میں آسکتیں یا پہلے سے قائم شدہ قائم رہتیں جن کے احاطے میں قرآن کا داخلہ ممنوع ہے اور اگر وجود میں آتیں تو آپ اپنی موت نہ مر جاتیں۔ لیکن اس کے برخلاف نہ صرف یہ کہ ایسی تعلیم گاہیں اغیار نے قائم کیں بلکہ یہ تعلیم گاہیں ہمارے ہی بچوں سے بھری ہوئی ہیں اور افسوسناک بلکہ شرمناک بات یہ ہے کہ ایسی تعلیم گاہوں میں تعلیم دلانا بڑے فخر کی بات سمجھی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ یہ بچے ایسے اداروں سے جب پختہ ذہن ہو کر نکلتے ہیں تو چاہے شیکسپیر اور نیوٹن بن کر نکلتے ہوں مگر قرآن سے کوسوں دور کئے جا چکے ہوتے ہیں یہاں تک کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کلمہ طیبہ نام کا بھی کوئی جملہ ہے اور ان تعلیم گاہوں سے پڑھ کر نکلنے والے چند ایسے بھی طلبہ سے خود میرا سابقہ پڑا ہے جو نہ صرف یہ کہ اسلام سے نابلد ہیں بلکہ اسلام سے متنفر کئے جا چکے ہیں۔

پھر دنیا کی شاید ہی کوئی کتاب ہو جس نے قرآن سے زیادہ اس بات پر زور دیا ہو کہ اس کا حقیقی فائدہ صرف اس وقت حاصل کیا جا سکتا ہے جب اس کی تلاوت کا حق ادا کیا جائے جب اسے سمجھا جائے جب اس کو پورے غور وتدبر کے ساتھ پڑھا جائے لیکن یہ حقیقت تلخ ہونے کے باوجود بہر حال ایک حقیقت ہے کہ یہی ایک کتاب ہے جو ہمیشہ آنکھ بند کر کے پڑھی جاتی ہے اور زندگی کے معاملات سے اس کا تعلق صرف اس قدر رہ گیا ہے کہ نزع کے وقت کی سختیوں کو آسان کیا جائے یا کسی تقریب اور اجتماع کے موقع پر محض برکت کے لئے اس کی تلاوت کر دی جائے۔

کیا واقعی ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ ہم ہی وہ گروہ بنیں گے جس کے خلاف قیامت میں خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دربار الٰہی میں دعویٰ پیش کریں گے جس کو قرآن نے ان لفظوں میں ذکر کیا ہے۔

وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے) اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو مذاق بنالیا تھا''

☆☆☆☆☆☆